محمد وسیم اختر مفتی

’’قاسم بن محمد‘‘ ــــــــ ایک تنقید کا جائزہ

ماہنامہ ’’اشراق‘‘ کے جون ۲۰۰۵ کے شمارے میں مشہور تابعی فقیہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہمارا ایک مضمون چھپا تھا۔ اس میں ہم نے لکھا تھا:

’’دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایران کے جنگی قیدی مدینہ لائے گئے، آخری ایرانی بادشاہ یزدگرد کی تین بیٹیاں بھی ان میں شامل تھیں۔ اس زمانے کے جنگی قانون کے مطابق قیدیوں کی فروخت ہوئی تو حضرت عمر نے ان تینوں کو بھی بیچنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا: شاہ زادیوں سے عام عورتوں والا سلوک نہ کیا جائے۔ خلیفۂ ثانی نے سوال کیا: تو ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟ حضرت علی کا جواب تھا، ان کی قیمت لگوائی جائے اور جو قیمت بھی ہو دے کر وہ شخص ان کا نگران بن جائے جو انھیں پسند کر لے۔ چنانچہ ان کی قیمت لگی اور خود حضرت علی نے ان کی ذمہ داری اٹھا لی۔ اپنی تحویل میں آنے کے بعد انھوں نے ایک شہزادی عبداللہ بن عمر کو ہبہ کر دی، دوسری اپنے بیٹے حضرت حسین کو دی اور تیسری کو اپنے پاس پرورش پانے والے محمد بن ابوبکر صدیق کی ملکیت میں کر دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تینوں کے ہاں پیدا ہونے والے بیٹے نامور اور نمایاں حیثیت کے حامل ہوئے۔ عبداللہ بن عمر کے ہاں سالم نے جنم لیا، حضرت حسین کے بیٹے علی امام زین العابدین کے نام سے مشہور ہوئے اور محمد بن ابوبکر صدیق کے ہاں قاسم کی پیدایش ہوئی۔ یہ تینوں نامور تابعی جو خالہ زاد بھائی تھے اور جن کی مائیں یزدگرد کی بیٹیاں تھیں فہم دین اور تقویٰ میں مثال سمجھے جاتے ہیں۔‘‘ (۶۴)

اس عبارت کے بارے میں ہمارے بعض احباب نے اعتراض اٹھایا ہے کہ یزدگرد ۱۶ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور فتح ایران کے وقت اس کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اس کی بیٹیاں اگر تھیں بھی تو اتنی عمر کی نہیں ہوسکتیں کہ جنگی قیدیوں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

میں ان کی تقسیم عمل میں آجاتی۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ مستند بات ہی لکھی جائے، تقریر میں لغزش زباں کا بہت خدشہ ہوتا ہے جب کہ تحریر میں اپنی غلطی دور کرنے کے لیے وقت میسر آجاتا ہے۔ بعض اوقات متضاد روایتوں یا مختلف فیہ مسائل میں ترجیح قائم کرتے ہوئے غلطی ہو جاتی ہے یا اعتراض کا محل پیدا ہو جاتا ہے، تب درست تحقیق ہی کشادگی کی راہیں وا کرتی ہے۔

پہلے ہم ان تاریخی مآخذ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جن سے ہم نے اپنا مضمون ترتیب دیا۔ مسئلۂ معترض علیہ میں اصل مدار زمخشری کی کتاب ''ربیع الابرار'' پر ہے۔ یہ اخلاقیات کی کتاب ہے، ضمناً اس میں تاریخ، آثار اور روایات کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ ہم نے اس روایت کو اس لیے بیان کیا ہے کہ اس کا راوی ثقہ ہے اور اسے ابن خلکان، ابن کثیر اور ذہبی جیسے بڑے مورخین نے قبول کیا ہے۔ 'باب العبید و الاماء و الخدم و الأمر بالاستیصاء بالممالیك خیراً و النهی عن سوء الملكة و نحو ذلك' (باب غلاموں، باندیوں، خادموں کے بارے میں، مملوکوں سے اچھے سلوک کے حکم کا معاملہ، بری ملکیت سے روکنا اور اس جیسی دوسری باتیں) میں زمخشری کی اصل عبارت یوں ہے:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ابو الیقضان : ان قریشالم تكن ترغب فی امهات الاولاد حتی ولدن ثلاثا هم خیر أهل زمانهم : علی بن الحسین والقاسم بن محمد و سالم بن عبدالله ـ وذلك ان عمر رضی الله عنه أتی بنات یزدجرد بن شهریار بن كسری سبیات، فأراد بیعهن ، فقال له علی: ان بنات الملوك لایبعن ، ولكن قوموهن ، فأعطاه أثمانهن ، فقسمهن بین الحسین بن علی ومحمدبن أبی بكر الصدیق و عبد الله بن عمر، فولدن الثلاثة.

(ربیع الابرار و نصوص الاخبار، دار الذخائر ۳/۵۴۵)

''ابو یقضان کی روایت: قریش باندیوں سے اولاد پیدا کرنا پسند نہ کرتے تھے حتیٰ کہ (ان میں یہ رغبت پیدا ہوئی جب) ان باندیوں نے تین ایسے بچوں کو جنم دیا جو اپنے وقت کے بہترین لوگ ثابت ہوئے: علی بن حسین، قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ (خسرو پرویز) کی بیٹیاں قیدی بنا کر لائی گئیں۔ انھوں نے ان کو فروخت کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاہ زادیوں کو بیچا نہیں جاتا، اس کی بجائے ان کی قیمت طے کر لیں۔ پھر انھوں نے ان کی مقررہ قیمت ادا کی اور شاہ زادیاں حسین بن علی، محمد بن ابوبکر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھم کے حوالے کر دیں تب ان سے یہ

تینوں (علی بن حسین، قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ)

پیدا ہوئے۔''

زمخشری نے یہ بات ابویقصان کے حوالے سے نقل کی ہے۔ابن ندیم نے ابویقظان نسابۃ کے عنوان سے لکھا ہے:

''سحیم لقب اور نام عامر بن حفص تھا۔واقعات، حسب ونسب، آثار اور عیوب کے عالم تھے، اپنی روایت میں ثقہ تھے۔'' (الفہرست، دار المعرفہ، بیروت ۱۳۸)

ابن خلکان نے الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ اسی روایت کو زمخشری ہی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

''زین العابدین کی والدہ کا نام سلافہ بنت یزدگرد تھا۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایران کے جنگی قیدی مدینہ لائے گئے، ان میں یزدگرد کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔انھوں نے قیدیوں کو فروخت کے لیے پیش کیا اور حضرت عمر نے یزدگرد کی بیٹیوں کو بھی بیچنے کا حکم دیا۔علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ شاہ زادیوں سے عام عورتوں والا سلوک نہ کیا جائے۔حضرت عمر نے سوال کیا: تو ان کے ساتھ کیسے معاملہ کیا جائے؟ علی رضی اللہ عنہ کا جواب تھا: ان کی قیمت لگوائی جائے اور جو قیمت بھی ہو وہ دے کر وہ شخص ان کا نگران بن جائے جو انھیں پسند کر لے۔ چنانچہ ان کی قیمت لگی اور انھیں حضرت علی نے خرید لیا۔پھر انھوں نے ایک عبداللہ بن عمر کو دے دی، دوسری اپنے بیٹے حسین رضی اللہ عنہ کو دی اور تیسری کو اپنے پاس پرورش پانے والے محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں کر دیا۔عبداللہ کی باندی سے سالم پیدا ہوئے، حسین کے ہاں زین العابدین اور محمد کے گھر قاسم کی پیدایش ہوئی۔ یہ تینوں خالہ زاد بھائی، ان کی مائیں یزدگرد کی بیٹیاں تھیں۔'' (وفیات الاعیان ۳/۲۶۷)

یہ روایت یزدگرد کی تفصیل کے بغیر ان تینوں تابعین کے تذکرے میں مزی نے بھی نقل کی ہے:

''مدینہ کے باشندے لونڈیوں کو امہات اولاد بنانا پسند نہ کرتے، یہاں تک کہ ان میں روشن رو، عالی مرتبت علما علی بن حسین، قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ پیدا ہوئے اور علم وتقویٰ میں مدینہ والوں پر چھا گئے تب لوگوں نے اولاد کی خاطر باندیوں میں دل چسپی لی۔'' (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ۱۰/۱۵۰)

حافظ ذہبی کہتے ہیں:

''ابوزناد کی روایت ہے کہ اہل کوفہ لونڈیوں سے اولاد پیدا کرنا اچھا نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ ان میں علی بن حسین، قاسم اور سالم فقہا کی حیثیت میں پروان چڑھے اور علم، پرہیز گاری اور عبادت میں مدینہ والوں سے سبقت لے گئے تب انھوں نے اولاد کی خاطر باندیوں میں دل چسپی لی۔'' (تاریخ الاسلام، حوادث ووفیات ۱۰۱۔۱۲۰ھ، ۹۰)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

محمد بن سعد علی بن حسین زین العابدین کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''ان کی والدہ ام ولد تھیں، غزالہ ان کا نام تھا۔ حضرت حسین کی شہادت کے بعد وہ ان کے آزاد کردہ غلام زیید (ابن قتیبہ نے زبید لکھا ہے) کی زوجیت میں آئیں، ان سے عبداللہ بن زیید پیدا ہوئے تو وہ علی بن حسین کے ماں جائے بھائی ہوئے۔'' (طبقات ابن سعد ۵/۲۱۸)

مزی تحریر کرتے ہیں:

''ان کی والدہ باندی تھیں، ان کا نام سلاّمہ یا غزالہ تھا۔'' (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ۲۰/۳۸۲)

ابن کثیر علی بن حسین کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان کی ماں ام ولد تھیں، سلافہ ان کا نام تھا۔'' (البدایۃ والنہایۃ، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۶ء، ۶/۲۲۹)

پھر انھوں نے ابن خلکان اور زمخشری کے حوالے سے اسی روایت کا تذکرہ کیا۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں:

''زین العابدین کی والدہ سندھ کی تھیں، ان کا نام سلافہ یا غزالہ تھا۔''

(المعارف، المکتبۃ الحسینیہ، مصر، ۱۹۳۴ء، ۱۱۰)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

یعقوب بن اسحاق کلینی کا کہنا ہے:

''علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سلامہ بنت یزدگرد بن شہریار بن شیرویہ بن کسریٰ پرویز تھا.. حضرت علی نے مشورہ دیا: اسے مسلمانوں میں سے کوئی آدمی خود چن لینے دیجیے... چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ حضرت حسین کے سر پر رکھ دیا۔ حضرت علی نے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: جہاں شاہ۔ آپ نے کہا: نہیں، بلکہ شہر بانو۔'' (الاصول من الکافی ۱/۴۶۷)

کلینی نے ان دونوں سے علی بن حسین کے تولد ہونے کے بارے میں ابو اسود دؤلی کا شعر بھی نقل کیا ہے:

وان غلاماً بین کسریٰ وهاشم   لأکرم من نیطت علیه النمائم

''خسرو کی اولاد اور ہاشم کی اولاد کے ملاپ سے پیدا ہونے والا بچہ (علی بن حسین) تعویذ لٹکائے ہوؤں (بچوں) میں سب سے بڑھ کر عزت کا حامل ہے۔''

ذہبی کہتے ہیں:

''زین العابدین کی والدہ باندی تھیں۔ ان کا نام سلافہ بنت یزدگرد تھا جو ایران کا آخری بادشاہ تھا۔''

(تاریخ الاسلام، حوادث ووفیات ۸۱۔۱۰۰ھ، ۴۳۹)

''اردو دائرۂ معارف اسلامیہ'' میں ہے:

’’یزدگرد کی ایک شہزادی شہربانو نے خلیفۂ چہارم حضرت علی کے صاحب زادے حضرت حسین سے شادی کر لی۔‘‘ (۱۰/۶۰۳)

قاسم بن محمد کے بارے میں ابن سعد نے لکھا ہے:

’’ان کی والدہ ام ولد تھیں، سودہ ان کا نام تھا۔‘‘ (طبقات: ۳/۳۹۹)

یہی عبارت مزی نے ابن سعد ہی کے حوالے سے نقل کی۔ ابن سعد سالم بن عبداللہ بن عمر کی بابت لکھتے ہیں:

’’ان کی والدہ ام ولد تھیں۔‘‘ (طبقات ۳/۴۰۶)

مزی کہتے ہیں:

’’ان کی والدہ ام سالم ام ولد تھیں۔‘‘ (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ۱۰/۱۴۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نوشیرواں کا پوتا خسرو پرویز تخت نشین تھا۔ اس کے مرنے کے بعد آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ایرانی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ پہلے اس کا بیٹا شیرویہ تخت پر بیٹھا، اس نے سب بھائیوں کو قتل کرا دیا، لیکن صرف ۸ ماہ حکومت کر سکا۔ پھر اس کے نوعمر بیٹے شہریار نے راج گدی سنبھالی، اسے ایک درباری نے قتل کر دیا۔ شاہی خاندان میں ایک چھوٹے بچے یزدگرد کے سوا کوئی نہ بچا تو ایک عورت بوران دخت کو یہ سنگھاسن اس شرط پر سونپ دیا گیا کہ خاندان کا مرد بالغ ہونے پر اس کا حق اس کو دے دیا جائے گا۔ (تاریخ اسلام: شاہ معین الدین ندوی) مسلمانوں کے ساتھ ایرانیوں کی کشمکش خسرو پرویز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پھاڑنے کے بعد ہی شروع ہو گئی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے بعد حیرہ فتح ہوا تھا کہ ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملی، آپ کا زمانۂ خلافت ۱۳ھ (۶۳۴ء) سے شروع ہو کر ۲۳ھ (۶۴۴ء) میں آپ کی شہادت تک ۱۱ سالوں تک محیط رہا۔ اس تمام عرصے میں اور خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اکثر دور حکومت میں ایرانی مسلمانوں سے برسرپیکار رہے۔ جسر کی فتح کے بعد ایرانیوں کو جنگ بویب (۱۳ھ) میں شکست ہوئی، انھیں سعد بن ابو وقاص کے لشکر کی آمد کی خبر ملی تو ان کے اعیان سلطنت اکٹھے ہوئے۔ انھوں نے دو بڑے کمانڈروں رستم اور فیرزان کو بلایا اور ان کو متنبہ کیا کہ اگر تم نے صحیح طریقے سے جنگ نہ کی تو ہم تم دونوں کو قتل کر کے اپنا غصہ ٹھنڈا کریں گے۔ پھر انھوں نے فیصلہ کیا کہ خسرو کی بیویوں کو ڈھونڈیں، ان میں جس کے پاس بھی خسرو کی نر اولاد ہوئی، اسے ایرانیوں کا بادشاہ بنا دیں۔ اس طرح وہ یزدگرد کی والدہ تک پہنچے، یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ (خسرو) بادشاہ بنا تو اس کی عمر ۲۱ سال تھی۔ یہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے، اسے بادشاہ بنا کر ایرانی

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

خوش تھے۔[1] ۱۴ھ میں قادسیہ کی جنگ ہوئی، ۱۶ھ میں سعد بن ابو وقاص نے ایران کے دارالخلافہ مدائن پر قبضہ کیا تو یزدگرد حلوان منتقل ہو گیا۔ مسلمان حلوان کا محاصرہ کرنے پہنچے۔ ۱۹ھ میں جلولا کی جنگ ہوئی تو وہ مہران جا پہنچا۔ وہاں سے رے آیا۔ رے کا محاصرہ ہوا تو وہ اصفہان پہنچ گیا۔ ۲۱ھ میں معرکۂ نہاوند ہوا جس نے ایرانیوں کی کمر توڑ دی۔ اصفہان مفتوح ہونے کے بعد یزدگرد کرمان جا پہنچا۔ مسلمانوں نے کرمان کو فتح کر لیا تو اس نے خراسان میں ڈیرہ جما لیا، وہ آگ جس کی یہ پرستش کرتا تھا اس کے ساتھ شہر شہر گردش کرتی رہی۔[2] اسی دوران میں جب وہ کچھ افراد خانہ کے ساتھ کرمان سے مرو جا رہا تھا کہ ترکوں نے حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا۔ اس نے بھاگ کر ایک چکی والے کے ہاں پناہ لی۔ یہاں اسے پہچان لیا گیا اور خود چکی کے مالک نے یا فوجیوں نے اسے مار ڈالا۔[3] یہ واقعہ ۳۱ھ میں پیش آیا، اس طرح یزدگرد کی عمر ۴۰ سال بنتی ہے۔ اس نے قریباً ۲۰ سال حکومت کی، اسے صرف پہلے ۴ سال اطمینان کا سانس لینا نصیب ہوا، بقیہ سال مسلمانوں کے خوف سے ایک شہر سے دوسرے شہر تک بھاگتا رہا۔ وہ اس روئے زمین پر آخری ساسانی بادشاہ ہوا۔ اس خاندان کا ۴۱۶ سالہ دور اس پر ختم ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سچا ثابت ہوا: 'ذا ھلك کسری فلا کسری بعده واذا ھلك قیصر فلا قیصر بعده'[4]، (جب کسریٰ (خسرو) مرے گا تو بعد ازاں کوئی کسریٰ (خسرو) نہ آئے گا اور جب قیصر کی موت ہو گی تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہو گا۔[5])

ابن قتیبہ نے ''المعارف'' میں ''ملوک العجم'' کے عنوان سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سے لے کر یزدگرد تک، تمام ایرانی بادشاہوں کی فہرست تحریر کی ہے۔ خسرو پرویز کے بعد تخت نشین ہونے والے بادشاہوں کی ترتیب انھوں نے اس طرح بیان کی: شیرویہ بن پرویز، اردشیر بن شیرویہ، خوہان، کسریٰ بن قباذ، بوران بنت خسرو، خسرو کا چچازاد (نام نہیں لکھا)، ارزمیدخت بنت خسرو اور یزدگرد۔ یزدگرد کے بارے میں کہتے ہیں:

---

[1] تاریخ الامم والملوک، طبری، دار الفکر بیروت، ۱۹۷۹ء، ۸۱/۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۶ء، ۷/۵/ ۹۸،۹۔ الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۵ء، ۴۴۸/۲۔

[2] تاریخ الامم والملوک ۲۶۳/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۰۵/۵۔

[3] تاریخ الامم والملوک ۱/۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۴۰/۵۔ فتوح البلدان، بلاذری، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۳۱۲۔ الکامل فی التاریخ، ابن اثیر ۱۱۹/۳۔۱۲۳۔

[4] بخاری، رقم ۳۱۲۱۔

[5] البدایۃ والنہایۃ ۲۴۲/۵۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

''ایرانیوں نے اسے بادشاہ بنایا تب وہ ۱۵ سال کا تھا۔ اس نے پایۂ تخت مدائن میں ۸ سال انتشار میں گزارے اور پورے ۲۰ سال حکومت کی۔'' (المعارف: ۲۹۳۔ ۲۹۴)

''تاریخ اسلام'' کے مصنف شاہ معین الدین ندوی نے تخت نشینی کے وقت یزدگرد کی عمر ۱۷ سال بتائی ہے۔[۶] جب کہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے طبری، ابن کثیر اور ابن اثیر کے تتبع میں اس موقع پر اس کی عمر ۲۱ سال ہی لکھی ہے۔[۷]

واقعات کی ترتیب سے پتا چلتا ہے کہ باندیوں کی فروخت کا واقعہ دور فاروقی کے آخر میں پیش آیا ہو گا، اس لیے کہ یزدگرد کا قتل ۴۰ سال کی عمر میں خلیفۂ ثانی کی شہادت کے ۹ سال بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ہوا۔[۸] اس دوران میں ایرانیوں سے کئی معرکے پیش آئے، یزدگرد ایک کے بعد دوسری جگہ بھاگتا رہا۔ اس اتھل پتھل میں کسی وقت اس کی بیٹیاں مسلمانوں کی قید میں آئیں اور پھر مدینہ پہنچیں تو مذکورہ واقعہ پیش آیا۔ تاریخ وقت کا تعین کرنے سے عاجز ہے۔ ۱۳ھ میں اپنی تاج پوشی کے وقت یزدگرد کی عمر ۲۱ سال تھی تو اس واقعے کے وقت اندازاً ۳۰ سال تو رہی ہو گی۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق اس کی شادی صحیح وقت پر ہوئی ہو تو اس کی بیٹیاں اس موقعے پر ۱۲ سے ۱۵ سال کی ہو سکتی ہیں۔ اگر شاہ زادیوں کی عمر کم ہو تو بھی ان کی کم عمری ان کی تقسیم میں حائل نہیں ہو سکتی کیوں کہ اس زمانے میں جنگی قیدیوں (POWs) کو فاتح معاشرے میں کھپانے کا یہی طریقہ تھا۔ ان تینوں تابعین کی پیدایش کی تاریخیں بھی ان کے ایرانی شاہ زادیوں کے بطن سے پیدا ہونے کی تائید کرتی ہیں۔ قاسم بن محمد کی پیدایش کم و بیش ۱۳ سال بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔[۹] ذہبی ہی کا کہنا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پیدا ہوئے۔[۱۰] ان کی زیادہ سے زیادہ عمر ۷۷ سال بتائی گئی ہے۔[۱۱] اس حساب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ان کی پیدایش والی روایت درست لگتی ہے۔ علی بن حسین زین العابدین سانحۂ کربلا میں اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۳ سال تھی، انھیں ان کی بیماری کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔[۱۲] یہ سانحہ ۶۱ھ میں پیش آیا، حساب لگایا جائے تو ان کی تاریخ پیدایش باندیوں والے

---

۶ تاریخ اسلام، اسلامی اکادمی، لاہور، ۱/ ۱۵۱۔

۷ تاریخ اسلام، اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، نفیس اکیڈیمی، کراچی، ۱۹۸۶ء، ۱/ ۲۸۸۔

۸ تاریخ الامم والملوک ۵/ ۱۷۔

۹ سیر اعلام النبلاء، ذہبی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۲ء، ۵/ ۵۲۔

۱۰ تاریخ الاسلام حوادث و وفیات ۱۰۱۔ ۱۲۰ھ، ۲۱۷۔

۱۱ الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء، ۳/ ۴۰۵۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

واقعے کے قریباً ۱۵ سال بعد ۲۷ھ یا ۲۸ھ بنتی ہے۔ حافظ ذہبی نے ۳۴ھ کا تعین کیا ہے[13]۔ کلینی نے ان کی تاریخ پیدایش ۳۸ھ بتائی ہے[14]۔ سالم بن عبداللہ بن عمر کے سن پیدایش کے بارے میں ہمیں کوئی رہنمائی نہیں مل سکی۔ وہ ۱۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ اگر ان کی عمر ۷۵ سال سمجھ لی جائے جو اس زمانے کی اوسط عمر تھی تو غالباً وہ ۳۰ھ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔

اس بحث کو سمیٹا جائے تو کچھ نتائج نکلتے ہیں۔

تمام مورخین متفق ہیں کہ ان تینوں بزرگوں کی مائیں ام ولد تھیں۔ ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے آقا کی اولاد ہو۔ یہ آقا کی وفات کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔ زیادہ مورخین ان کی ماؤں کے تفصیلی حالات نہیں بتاتے۔ کچھ تفصیل میں گئے تو وہی روایت بیان کی ہے جو ہم نے نقل کی۔ صرف ابن قتیبہ کی روایت مختلف ہے اس کے مطابق ان میں سے صرف ایک بزرگ علی بن حسین زین العابدین کی والدہ سندھی تھیں۔

ایک طرف طبری، ابن کثیر، ابن اثیر اور ذہبی جیسے مورخین ہیں جنھوں نے امہات کتب لکھیں، یہ وہ لوگ ہیں جو سند کے بغیر بات نہیں کرتے۔ دوسری طرف اکیلے ابن قتیبہ ہیں جو اگرچہ طبری سے تقدم رکھتے ہیں (۲۷۶ھ میں فوت ہوئے جب کہ طبری کی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی) اور ادب و نحو کے ساتھ انھوں نے تاریخ پر بھی لکھا ہے، لیکن انھوں نے ''المعارف'' میں اپنی روایات کے مآخذ بیان نہیں کیے۔ سکہ بند اہل تاریخ کا اس روایت سے تعرض نہ کرنا اسے چھوڑنے کی دلیل بن سکتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو ان کی مذکورہ عبارت ابن سعد (وفات: ۲۳۰ھ) کی طبقات (۴۱۸/۳) کی عبارت سے ملتی جلتی ہے، لیکن 'ان امه سندية' کے الفاظ اس میں موجود نہیں یوں ابن قتیبہ اس روایت میں تنہا رہ جاتے ہیں۔

کلینی اور شاہ معین الدین ندوی نے یزدگرد کا شجرۂ نسب یزدگرد بن شہریار بن شیرویہ بن کسریٰ لکھا ہے جب کہ زمخشری، طبری اور ابن کثیر نے شیرویہ کے ذکر کے بغیر یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ تحریر کیا ہے۔ یہی قرین قیاس ہے۔ ایسا ماننے سے ابن قتیبہ اور شاہ معین الدین کی تفصیل میں خلل آ جائے گا۔

تخت نشینی کے وقت یزدگرد کی عمر ۲۱ سال ہونا درست لگتا ہے۔ ۱۵ سال والی روایت شاذ بھی ہے اور ایک نو عمر

---

[12] البدایہ والنہایہ ۲۳۰/۶۔

[13] تاریخ الاسلام، عہد الخلفاء الراشدین، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۷ء، ۴۲۸۔

[14] الاصول من الکافی ۴۶۶/۱۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لڑکے کا اس طرح اسلامی افواج سے برسر پیکار رہتے ہوئے امور مملکت کا چلانا مشکل نظر آتا ہے۔شاہ معین الدین کی بتائی ہوئی ۱۷سال کی عمر جمہور مورخین کی معروف روایت سے مطابقت رکھتی ہے نہ ابن قتیبہ کی شاذ روایت سے۔

ایسا لگتا ہے تقسیم غنائم کے وقت شہزادیاں ان نوجوانوں کے سپرد تو کر دی گئیں، لیکن انھیں ام ولد بنانے کا موقع بعد میں آیا۔

یہ ساری بحث قاسم بن محمد کے سوانح بیان کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ان کا جلیل القدر تابعی اور فقیہ ہونا سب مانتے ہیں۔ہر تاریخی شخصیت کے سن پیدایش اور سن وفات میں اختلاف ضرور نقل ہوا ہے۔اسی طرح ان کی اولادوں، والدین، حتیٰ کہ ان سے متعلق اہم واقعات میں بھی کچھ نہ کچھ اختلاف رہا ہے۔یہ اختلاف اس شخصیت کے مجموعی تاثر کو ختم نہیں کرتا جو تاریخ ہی ہم تک منتقل کرتی ہے۔قاسم بن محمد کی والدہ کے معاملے سے صرف نظر کر لیا جائے تو نفس مضمون میں ہمارا اور ہمارے معترض احباب کا کوئی اختلاف نہیں رہتا۔

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org